بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

مملکت عزیز پاکستان کی آزادی کو چوبیس برس گذر گئے، ملک کی اصلاح و ترقی کے لئے مختلف تحریکیں اٹھیں، کئی انقلابات آئے، منصوبے بنے، تحقیقاتی کمیشن قائم ہوئے، تجاویز پیش ہوئیں، بلند بانگ دعووں اور منشوروں کا ایک طومار مرتب ہوتا چلا گیا۔ مگر اس ساری کد و کاوش کا نتیجہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن" ہی ظاہر ہوا، بحران بڑھتا گیا۔ تباہی نے ہمیں چاروں طرف سے آگھیرا، اور ملک اصلاح و ترقی کی بجائے فساد اور تنزل کی طرف لڑھکنے لگا۔ اب جبکہ نئی حکومت نئے جوش اور ولولہ سے قیادت سنبھال کر ملک کی از سرِ نو تعمیر کا عزم دہرا رہی ہے تو ہمیں اس سارے لاطائل اور لاحاصل جدوجہد اور کوششوں کو نگاہ میں رکھ کر اصلاح و تعمیر کا کام نئی بنیادوں پر شروع کرنا چاہئے ورنہ نتیجہ وہی ضیاعِ وقت اور بربادی ظاہر ہوگا۔ کہ جب تک بیماری اور خرابی کی تشخیص نہ ہو سکے۔ اصلاح اور علاج کی ساری تدابیر ناکام ہوتی ہیں۔ اسوقت نئی تعمیر کیلئے جو بنیادی حیثیت کا مسئلہ ہے وہ ہے ملک کی اصلاحی اور اخلاقی بنیاد پہ تعمیر تو جب تک بنیاد درست نہ ہوگی ساری عمارت تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی، ہماری معیشت، سیاست، اقتصادیات اور تمام سماجی مسائل اگر حل ہو سکتے ہیں تو اس صورت میں کہ ملک اور معاشرہ کی اخلاقی قدروں اور معاشرتی امور پہ بنیادی توجہ دی جائے ورنہ بغیر اس کے ہمارے تمام منصوبے ناکام سے ناکام تر ثابت ہوں گے۔ معاشی اور زرعی اصلاحات صنعتی ترقی اور معیارِ زندگی میں بلندی کے لئے ہماری تگ و دو کے باوجود ملک میں جس پیمانہ پہ رشوت خوری، دولت ستانی، اقربا نوازی، ذخیرہ اندوزی، غبن، بد دیانتی، فرائض میں کوتاہی، مجرمانہ گراں فروشی، خود غرضی اور ہوس رانی بڑھ رہی ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ حکومت کے اعلیٰ سے ادنیٰ تمام محکموں میں ان برائیوں کا دور دورہ سب کو محسوس ہو سکتا ہے۔ اجتماعی حقوق اور جذبۂ حب الوطنی کا احساس اتنا مفقود ہے کہ اپنی حقیر اور فانی لذت یا مادی فوائد اور چند روزہ اقتدار کی خاطر ملت کے بڑے سے بڑے مفاد کو غداری کی بھینٹ چڑھانا معمول کی بات ہوگئی ہے۔ ملک و وطن کی ذمہ داریوں کا احساس صفر ہے۔ ان خرابیوں میں عوام بھی حکام سے پیچھے نہیں ہیں۔ بے حیائی، فحاشی، زنا، چوری، اغوا اور ڈکیتی، سمگلنگ، قومی و ملی امور میں غبن اور خرد برد کا حال ڈھکا چھپا نہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے ہر تحریک چلائی مگر قومی اور وسیع پیمانہ پر کبھی توجہ نہ ہوئی تو اخلاقی و اصلاحی انقلاب کی طرف نہ ہوئی اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اربابِ اقتدار خرابیوں کے جس دلدل میں خود پھنسے رہیں تو ہوائے و ہوس اور لذت اندوزی کے اس کیچڑ سے وہ قوم کو کب نکالنا چاہیں گے۔ پھر جن لوگوں کے ہاتھوں زمام کار رہتی ہے۔ انہیں یا تو خراب حالات نے اتفاقیہ لیڈر بنایا ہوتا ہے۔ یا پھر ان کی نکیل اٹھان چند روزہ سیاسی وعدوں کے مرہون ہوتی ہے یا پھر ان تعلیمی اداروں کی یہاں سب کچھ ہوتا ہے مگر اخلاق، ضمیر، شعور و ادراک اور نفس کی

تربیت و تہذیب کے لئے کچھ نہیں ہوتا، اور نہ ہمارے رہنما قوم کی دینی اخلاقی اور سماجی تربیت و تعمیر جیسے کٹھن خشک و بے مزہ کام کے جھمیلوں میں پڑ کر اپنی زندگی کی رنگینیاں بدمزہ کرنا چاہتے ہیں۔ رہے افسران کرام تو دفتری نظم و نسق اور سرخ فیتہ والے نظام کے جزئیات اور کاغذی کارروائیوں کے گردش اور پھر عیش و رفاہیت میں بدمست حالت انہیں اتنے اہم مسئلہ پہ سوچنے کب دیتی ہے ~~تب~~ قوم میں جب تک اخلاقی احساس اور اجتماعی شعور بیدار نہ ہو۔ خداشناسی اور خداترسی اور محاسبۂ آخرت کا احساس نہ ہو فرائض اور حقوق کا ادراک نہ ہو رضاکارانہ کام ایثار، خلوص، ادائیگی حقوق و امانات کی تڑپ نہ ہو تو ہمارا ہر معیشی، اقتصادی اور سیاسی منصوبہ نہ صرف ناکام بلکہ مزید تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ بنتا رہے گا۔ پہلے قوم کی بحیثیت مسلمان اور دیانتدار شہری کی تربیت کیجئے اس کے لئے وسیع اور ٹھوس دوررس بنیادوں پر تحریک چلائیے۔ ایک اخلاقی اور وجدانی انقلاب برپا کیجئے۔ اس کے بعد صنعتی ترقی زرعی اصلاحات اور ملک کی تعمیر نو کے لئے آپ کی معمولی کوششیں بھی بہت بڑے ثمرات ظاہر کریں گی ـــــ

ہمیں حیرت اور افسوس ہے کہ جس پارٹی کے صدر نے اقتدار سے قبل تین بنیادوں پر انتخابی پروگرام پیش کیا تھا اس نے اس عرصہ میں معاشی نظام کے لئے سوشلزم سیاست کیلئے جمہوریت کی طرف برائے نام سہی کچھ تو قدم اٹھایا یا چلانے کی کوشش کی۔ مگر اسلام جسے اپنا دین کہا گیا تھا کامل بے اعتنائی کے ساتھ پس پشت ڈال دیا گیا اور اب تک اسے دین کی حیثیت سے نافذ کرنے یا اسلامی خطوط پر معاشرہ کی اصلاح کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ نہ ملک کی تعمیر نو میں اصلاحی و اخلاقی اقدامات کی طرف کچھ توجہ ہوئی، نتیجہ وہی کہ گاڑی ہلاکت کی اسی پٹڑی پر جا رہی ہے۔ اصلاحات کے باوجود معاشرہ میں اضطراب اور بے چینی روزافزوں ہے۔ مزدوروں اور ملازمین کا عفریت بوتل سے نکل چکا ہے۔ سیاسی زعماء "بے اعتماد" ہیں، عوام اقتصادی اور معاشی لحاظ سے پستے جا رہے ہیں۔ امن اور اتحاد کی فضاء ختم ہوتی جا رہی ہے۔ محبت اور الفت کے رشتے نفرت اور عداوت سے بدل رہے ہیں۔ پھر کیا اب بھی فطرت کے ردعمل اور قانون انتقام سے ہم غافل رہیں گے؟

الحذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

اس وقت جبکہ محرم سے سال نو کا آغاز ہو رہا ہے، ہم نہایت خلوص سے نئی حکومت کی توجہ وقت کے اس اہم ترین مسئلہ۔ اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کی طرف مبذول کراتے ہیں ؎

من آنچہ شرط بلاغ است باتو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق
۱۲ محرم ۱۳۹۲